ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 17 دسمبر 1951

اناگوڈا نتھگوڈا پاٹل

بنام

کورٹ آف وارڈز ودیگر

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، مکھرجے، داس اور ویوین بوس جسٹس صاحبان]

ہندو قانون- وراثت-عورت کی جائیداد کی جانشینی-ہندو قانون وراثت (ترمیم) ایکٹ (II، سال 1929)- قابل اطلاق-بہن کے بیٹوں کے حقوق-کنواری کی جائیداد- جانشینی کا حکم۔

ہندو قانون وراثت (ترمیم) ایکٹ (ایکٹ II، سال 1929) جس نے بیٹے کی بیٹی، بیٹی کی بیٹی، بہن اور بہن کے بیٹے کو دادا اور چچا کے درمیان جانشینی کی ترتیب میں متعارف کرایا تھا، صرف ایک ہندو مرد کی علیحدہ جائیداد پر لاگو ہوتا ہے جو بے وصیت مر جاتا ہے، یہ ہندو مرد کی ملکیت والی کسی بھی قسم کی جائیداد کی منتقلی کے حوالے سے قانون کو تبدیل نہیں کرتا ہے اور ہندو عورت کی جائیداد کی جانشینی کو بالکل بھی منظم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے۔اس لیے اس ایکٹ کو کسی ہندو خاتون کی اس کی مستحکم جائیداد کے حوالے سے وارثوں کا تعین کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

ایک ہندو عورت کی جائیداد جو کنواری کے طور پر مر جاتی ہے، پہلے اس کے جنسی بھائیوں کے پاس جاتی ہے، پھر ماں کے پاس اور پھر باپ کے پاس، اور ماں اور باپ کی ناکامی پر، یہ قریب ترین رشتہ داروں کے پاس جاتی ہے، یعنی، باپ کے سپندوں کے پاس اور خود بخود ماں کے سپندوں کے پاس، دونوں کی ترتیب میں۔

متکشرا جانشینی کے قانون کے ساتھ ساتھ میوکھا قانون کے تحت چچا کے بیٹے کو بہن کے بیٹوں سے زیادہ ہندو کی جائیداد حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

منڈا مہالکشما بنام منترا اوادی (I.L.R.1947 مدراس 23)، شکنتلا بائی بنام کورٹ آف وارڈز (I.L.R.1942 nag. 629)، تالکراج کور بنام باچا کور (آئی ایل آر 26 pat. 150)، کپوسوامی بنام مانیکاساری (A.I.R.1950 مدراس 196) منظور شدہ۔ شامراؤ بنام رگھونندن (I.L.R.1939 بمبئی 228)، مسماۃ چارجو بنام دیناناتھ (A.I.R.1937 Lah.196)، کیہر سنگھ بنام اتار سنگھ (A.I.R.1944 لاہور 114)، اندرا پال بنام ہمانگی دیوی (I.L.R.1949 سارے 816) منظور نہیں کیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 115، سال 1950۔

14 مارچ 1945 کو بمبئی عدالت عالیہ (میکلن اور راجادھیکشا جسٹس صاحبان) کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل، پہلی اپیل نمبر 274، سال 1941 میں، جو دیوانی مقدمہ نمبر 890، سال 1938 میں ستارہ کے فرسٹ کلاس ماتحت جج کی 15 مارچ 1941 کی ڈگری سے نکلی تھی۔

اپیل کنندہ کے لیے جی آر مدبھاوی (کے آر برگری، اس کے ساتھ)۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے ایچ جے امریگر۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (کے جی داتار، ان کے ساتھ) مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے۔

17.1951 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مکھرجی نے سنایا۔

یہ اپیل 14 مارچ 1945 کے بمبئی عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جس نے اپیل پر دیوانی مقدمہ نمبر 890، سال 1938 میں منظور کیے گئے فرسٹ کلاس ماتحت جج، ستارہ کے فیصلے کی تصدیق کی تھی۔ ہمارے سامنے اپیل گزاروں نے اصل عدالت میں مدعی کے طور پر مقدمہ دائر کیا، اس الزام پر کہ وہ ہندو قانون کے تحت، ایک بھیما بائی کے قریب ترین وارث تھے، متنازعہ جائیداد جس کو چِکر دے جاگیر کے نام سے جانا جاتا ہے، پر اپنا حق قائم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کرنے کے لیے، جو تسلیم شدہ طور پر جائیداد کا آخری مالک تھا۔ یہ مقدمہ ابتدائی طور پر ایک مدعاعلیہ یعنی وارڈس کی عدالت ستارہ کے خلاف لایا گیا تھا، اور تسلیم شدہ طور پر وارڈس کی عدالت نے بھیما بائی کی جائیداد پر قبضہ کر لیا، جب وہ زندہ تھی، اور اب بھی اس کی موت کے بعد بھی اس کے قبضے میں ہے۔ بعد میں، مدعاعلیہان 2، 3 اور 4، جنہوں نے جائیداد کی جانشینی کے حریف دعوے پیش کیے، کو مقدمے میں مداخلت کرنے کی اجازت دی گئی اور انہیں فریق مدعاعلیہان کے طور پر شامل کیا گیا۔ کورٹ آف وارڈز، جواب مدعاعلیہ نمبر 1 کے طور پر شمار ہوتی ہے، نے ایک غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کیا اور جائیداد کو کسی بھی ایسے شخص کے حوالے کرنے پر آمادگی بذریعے اظہار کیا جسے عدالت کی طرف سے اس بذریعے حق دار قرار دیا جائے گا۔ نیچے دی گئی عدالت عالیان نے مدعاعلیہان 2 اور 3 کے دعووں کو مسترد کر دیا ہے اور وہ ہمارے سامنے اپیل میں اپنے دعووں کو دبانے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ دو حریف دعویدار، جو اب جائے وقوعہ پر ہیں، ایک طرف مدعی اور دوسری طرف مدعا علیہ نمبر 4 ہیں، اور اس اپیل میں پورا تنازعہ اس نکتے پر مرکوز ہے کہ ان میں سے کس کو بھیما بائی کی موت کے بعد متنازعہ جاگیر کا جانشین بننے کا ترجیحی حق حاصل ہے۔ مقدمے کے مادی حقائق اور فریقین کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات کی تعریف کرنے کے لیے، مندرجہ ذیل نسب کا حوالہ دینا آسان ہو گا جو دونوں طرف سے متنازعہ نہیں ہے۔

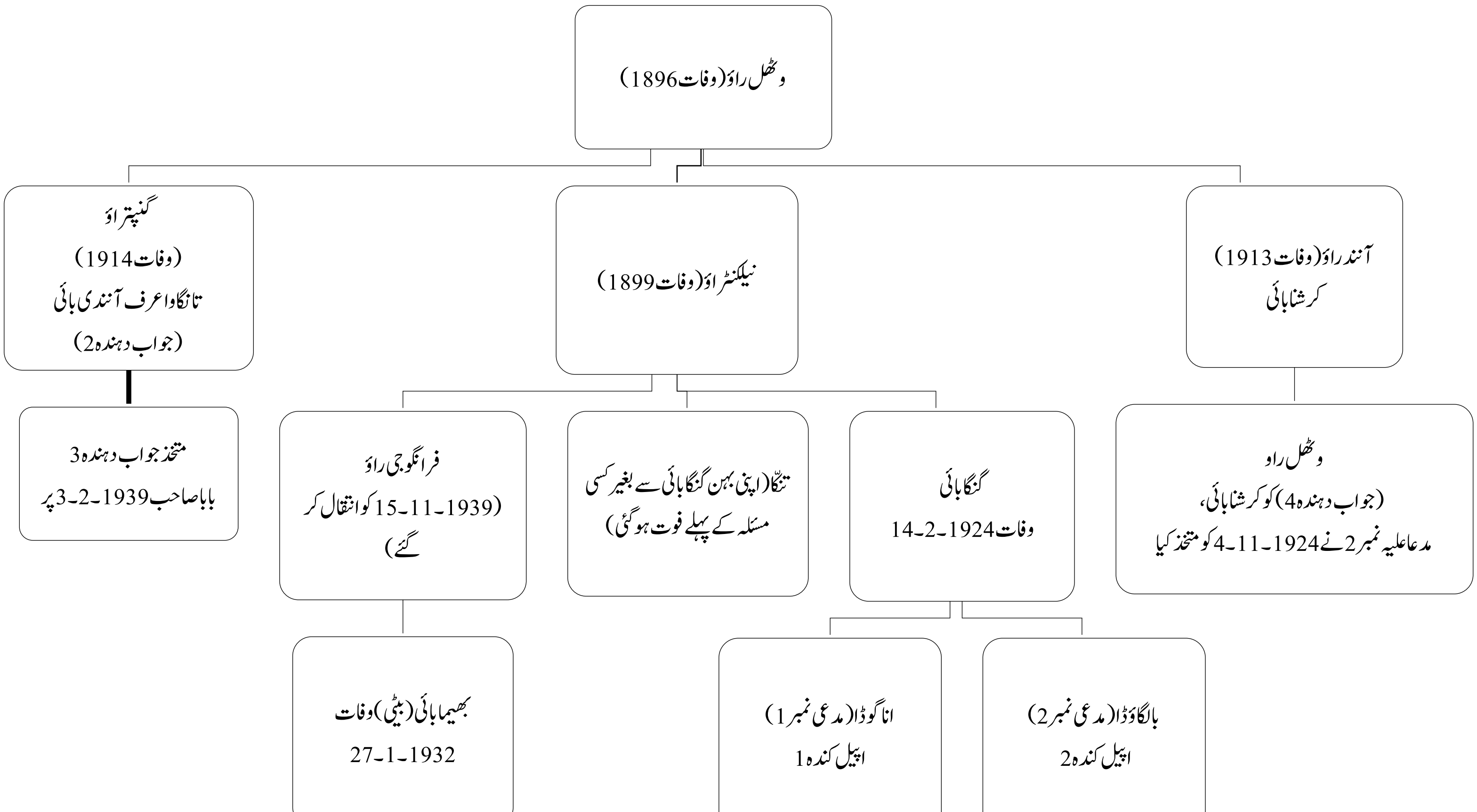

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ دونوں فریقوں کا معاملہ ہے کہ وٹھل راؤ، جن کا نام نسب کی میز کے اوپری حصے میں آتا ہے، اور جو فریقین کے مشترکہ آباؤاجداد تھے، نے متنازعہ جائیداد کو وتن جائیداد کے طور پر رکھا جو دیش مکھی سروس کے موروثی دفتر سے متعلق تھی۔ وٹھل راؤ 28 نومبر 1892 کو ایک صند کے وصول کنندہ تھے، جسے گورڈن سیٹلمنٹ کہا جاتا تھا، جس کا مقصد ملک کے اس حصے میں کچھ وتنداروں کی خدمات کو منتقل کرنا اور انہیں کچھ شرائط و ضوابط پر اپنے دفتر سے منسلک خدمات انجام دینے کی ذمہ داری سے فارغ کرنا تھا جن پر ایک طرف حکومت اور دوسری طرف وتنداروں کے درمیان اتفاق ہوا تھا۔ تصفیے کی شرائط عام طور پر صندوں میں شامل تھیں اور ایسی ہی ایک صند 1892 میں وٹھل راؤ کو دی گئی تھی۔ یہ بات متنازعہ نہیں ہے کہ اس تصفیے کے بعد وٹھل راؤ وتندار ہی رہے جیسا کہ بمبئی ایکٹ III، سال 1874 میں بیان کیا گیا ہے، اور یہ کہ متنازعہ وتن غیر منصفانہ جائیداد میں تھا جو کہ اولین حیثیت کی حکمرانی کے تحت چل رہا تھا۔ 1896 میں وٹھل راؤ کا انتقال ہو گیا اور ان کا جانشین ان کا سب سے بڑا بیٹا گنپت راؤ تھا۔ گنپت راؤ کا 1914 میں بے اولاد انتقال ہو گیا، وہ اپنے پیچھے اپنی دو بیواؤں آنندی بائی اور اندرا بائی کو چھوڑ گئے، جن میں سے بزرگ بیوہ آنندی بائی موجودہ مقدمے میں مدعا نمبر 2 ہیں۔ گنپت راؤ کے دونوں بھائی، یعنی نیلکنٹراؤ اور آنندراؤ، اس سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ نیلکنٹراؤ اپنے پیچھے ایک بیٹا جس کا نام فرنگوجی راؤ تھا اور دو بیٹیاں چھوڑے، جب کہ آنندراؤ بے اولاد فوت ہو گئے، جس کی وجہ سے وہ اپنی بیوہ کرشنا بائی کو چھوڑ کر، جس نے بعد میں وٹھلراؤ کو گود لیا، جو اس مقدمے میں مدعا علیہ نمبر 4 ہیں۔ گنپت راؤ نے اپنی تمام وتن اور غیر وتن جائیدادوں کو فرنگوجی راؤ کو وصیت کے طور پر چھوڑ دیا تھا اور بعد میں وہ وصیت کے ساتھ ساتھ نسب کے قانون کے تحت بھی جائیداد میں کامیاب ہو گئے، وہ اس وقت خاندان کے واحد مرد رکن تھے۔ فرنگوجیراؤ کا 1919 میں انتقال ہو گیا، اور ان کی اکلوتی بیٹی بھیمابائی، جو اس وقت نابالغ تھی، رہ گئی۔ 23 ستمبر 1921 کو بھیما بائی کا نام گاؤں کے ریکارڈ میں فرنگوجی راؤ کی جگہ وتندار کے طور پر درج کیا گیا کے اور بعد کے سال میں وارڈس کی عدالت ستارہ نے بھیما بائی کی جائیداد کی نگرانی سنبھالی۔ 11 اکتوبر 1923 کو حکومت بمبئی نے اپنی قرارداد نمبر۔ A-471 نے چکردے دیشمکھ وتن کو حکومت کے حوالے کر دیا، غالباً اس بنیاد پر کہ فرنگوجی راؤ کی موت کے بعد وتن خاندان میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کوئی مرد وارث نہیں تھا۔ اس کے بعد گاؤں کے رجسٹر میں ایک نئی اندراج کی گئی جس میں بھیما بائی کو وتندار کے طور پر نہیں، بلکہ فرنگوجی راؤ کے وارث کے طور پر درج کیا گیا تھا اور زمینوں کو حکومت کی طرف سے ضبط کرنے کے بعد ریوتواری زمینوں میں تبدیل کیے جانے کے طور پر بیان کیا گیا تھا اور اس کا مکمل جائزہ لیا گیا تھا۔ 4 نومبر 1924 کو آنند راؤ کی بیوہ کرشنا بائی نے مدعاعلیہ نمبر 4 بطور بیٹے اپنے شوہر کے لیے گود لیا۔ 27 جنوری 1932 کو بھیما بائی کا غیر شادی شدہ انتقال ہو گیا اور ان کی جائیداد وارڈس کی عدالت کے زیر انتظام رہی۔ ہمارے سامنے اپیل کنندگان، جو کہ فرنگوجی راؤ کی بہن کے بیٹے ہیں، 5 اگست 1938 کو یہ مقدمہ لائے، اور ان کا معاملہ، حقیقت میں، یہ ہے کہ 11 اکتوبر 1923 کو حکومت کی قرارداد منظور ہونے کے بعد، چکُردے جاگیر وتن جائیداد نہیں رہی اور اس طرح کی جاگیر کی جانشینی ہندو قانون کے عام قوانین کے تحت ہوتی تھی نہ کہ ایکٹ V، سال 1886 کی توضیعات کے بذریعے جو عورت کے بذریعے وتن خاندان کے مرد رکن کے ساتھ تعلقات کا دعوی کرتی ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ جائیداد بھیماابائی کی مطلق ملکیت ہونے کی وجہ سے اور وہ ابھی کنواری ہونے کے باوجود مر گئی تھی، مدعی، اس کے والد کے قریب ترین وارث ہونے کی وجہ سے، ہندو قانون کے عمومی قوانین کے تحت کامیاب ہونے کے حقدار تھے۔ جیسا کہ پہلے ہی کہا گیا ہے، مدعاعلیہ نمبر 4، جو اس اپیل میں مدعاعلیہ نمبر 2 ہے، کو مقدمہ دائر ہونے کے کچھ عرصے بعد فریق مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا اور اس کی طرف سے یہ دلیل اٹھائی گئی تھی کہ 4 نومبر 1924 کو آنند راؤ کو باضابطہ طور پر اپنائے جانے کی وجہ سے، وہ مقدمے میں موجود جائیداد کا قریب ترین وارث تھا جو کہ وتن کی ملکیت تھی اور استدعا کی کہ عدالت اس کے حق میں اعلان کرے۔ مدعاعلیہ نمبر 3 نے دعوی کیا کہ اسے فروری 1939 میں مدعاعلیہ نمبر 2 آنندی بائی نے اپنے شوہر گنپت راؤ کے بیٹے کے طور پر گود لیا تھا۔

مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت شواہد پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ چکُردے جاگیر ایک غیر منصفانہ جائیداد تھی جو اولین حیثیت کے قوانین کے تحت چلتی تھی۔ یہ مانا گیا کہ، یہ ایک غیر منصفانہ مشترکہ جاگیر ہونے کے ناطے، بقا کی حکمرانی اب بھی لاگو ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں گنپت راؤ کی موت پر، کوئی بیٹا چھوڑے بغیر، جائیداد اگلی سینئر برانچ کی بقا کے ذریعے گزر جاتی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے جو کہ فرنگو جی راؤ کی تھی۔ ماتحت جج کا موقف یہ ہے کہ فرانگو جی راؤ کی موت کے بعد بھیما بائی نے اس جائیداد میں صرف عارضی دلچسپی لی تھی جسے خاندان میں گود لے کر ایک مرد رکن کے ابھرنے کی وجہ سے فروخت کیا جاسکتا تھا اور درحقیقت جب مدعاعلیہ نمبر 4 کو آنند راؤ کی بیوہ نے گود لیا تھا تو انہیں قانونی طور پر جائیداد میں ان کے مفادات سے محروم کر دیا گیا تھا۔ماتحت جج کی رائے میں حکومت کی جانب سے چِکُر دے جاگیر کو معدوم قرار دینے کی قرارداد قبل از وقت تھی اور اسے قانونی طور پر اس وقت تک نہیں بنایا جاسکتا جب تک کہ بیوائیں زندہ رہیں، جو بیٹوں کو گود لینے کے قابل ہوں۔ٹرائل جج نے مزید فیصلہ دیا کہ اگر بھیما ابائی کو اس کی موت تک جائیداد کو وتن کے طور پر رکھا گیا ہے، تو بھی بمبئی ایکٹ V، سال 1886 کے تحت جانشین ہونے والا اگلا وارث مدعاعلیہ نمبر 4 ہو گا نہ کہ مدعی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدعیوں کا مقدمہ خارج کر دیا گیا۔اس کے بعد مدعیوں نے بمبئی کی عدالت عالیہ میں اپیل کی اور اس اپیل کی سماعت میکلن اور راجادھیکشا جسٹس صاحبان پر مشتمل ڈویژن بنچ نے کی۔ فاضل ججوں نے اپیل کو مسترد کر دیا اور ٹرائل عدالت کے فیصلے کی تصدیق کی، حالانکہ ان کی طرف سے دی قابل وجوہات ٹرائل جج کی طرف سے دی قابل وجوہات سے ملتی جلتی نہیں ہیں۔1892 میں وٹھل راؤ کو دی گئی صند کی تعمیر پر عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا تھا کہ مرد وارثوں کی ناکامی کی بنیاد پر حکومت کی طرف سے 1923 میں منظور کیا گیا وتن جاگیر کو ختم کرنے یا ضبط کرنے کا حکم درست اور قانونی حکم نہیں تھا اور اگرچہ صند کی متعلقہ شق کے تحت حکومت مرد وارثوں کی عدم موجودگی میں وتن کو اس معنی میں دوبارہ شروع کر سکتی ہے کہ وہ جائیداد کو مکمل تشخیص کا ذمہ دار بنا سکتی ہے، لیکن وتن جاگیر کے دیگر واقعات اب بھی جاری ہیں۔ نتیجتاً، ایکٹ V، سال 1886 اب بھی ایسی جائیداد کی جانشینی پر حکومت کرے گا اور مدعاعلیہ نمبر 4 کو اس ایکٹ کی دفعہ 2 کے تحت مدعیوں پر ترجیحی حقوق حاصل تھے۔ یہ اس فیصلے کے خلاف ہے کہ مدعی اس عدالت میں اپیل پر آئے ہیں۔

مدعی-اپیل گزاروں کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے اپیل کی حمایت میں دو رُخی دلیل پیش کی ہے۔ پہلی جگہ یہ دلیل دی گئی ہے کہ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ چِکُر دے جاگیر نے 11 اکتوبر 1923 کی قرارداد کے ذریعے حکومت کی طرف سے دوبارہ شروع

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیے جانے کے بعد بھی اپنا وتن کردار برقرار رکھا۔ اور اگر یہ غیر وتن ہوتا تو مدعی مدعاعلیہ نمبر 4 کے مقابلے بھیما بائی کے قریب وارث ہوتے۔ دوسری دلیل ہے کہ اگر جائیداد بھیما ابائی کے ہاتھ میں وتن ہی رہی تو بھی، مؤخر الذکر کو لفظ کے صحیح معنوں میں وتندار سمجھنا پڑے گا اور یہ نسل کا ایک نیا ذخیرہ ہو گا۔ اس نظریے میں مدعی وتندار کے خاندان کے اندر آئیں گے جیسا کہ بمبئی ایکٹ V، سال 1886 میں بیان کیا گیا ہے، جبکہ مدعاعلیہ نمبر 4 خاندان سے باہر ہو گا۔

یہ نکات بلاشبہ دلچسپ ہیں، لیکن اس نظریے کو مد نظر رکھتے ہوئے جو ہم نے لینے کا فیصلہ کیا ہے، ان میں سے کسی کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا ضروری نہیں ہو گا۔ اس بات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ عدالت عالیہ کے فاضل جج اس مفروضے پر آگے بڑھے کہ مدعیوں کو جانشینی کے ترجیحی حقوق حاصل ہوں گے اگر جائیداد کو بھیما بائی کے ہاتھ میں غیر وتن قابل جائے۔ . اگر جائیداد وطن ہوتی تو ہی بمبئی ایکٹ 1886 کا اطلاق ہوتا اور خواتین کے ذریعے پیدا ہونے والے مدعی کو مدعاعلیہ نمبر 4 تک ملتوی کر دیا جاتا جو گود لینے کے بعد خاندان کا مرد رکن بن جاتا۔ مدعاعلیہ نمبر 4، جو اس اپیل میں مدعاعلیہ نمبر 2 ہے، کی طرف سے پیش ہوتے ہوئے مسٹر سیتلواڈ نے ہمارے سامنے دلیل دی کہ یہ مفروضہ غلط ہے، اور یہ کہ اگر جائیداد کو غیر وتن جائیداد سمجھا جاتا ہے اور بالکل بھیما ابائی کا اس کا ستری دھن سمجھا جاتا ہے، تب بھی بھیما ابائی کی مطلق جائیداد کے وارث کے طور پر مدعاعلیہ نمبر 4 کو مدعیوں سے زیادہ حقوق حاصل ہوں گے۔ چونکہ نچلی عدالتوں میں سے کسی کے فیصلوں میں اس نکتے کو نہیں چھوا گیا تھا، اس لیے ہم نے اس پر دونوں فریقوں کے فاضل وکیل کو بڑی تفصیل سے سنا اور ہم جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ فاضل اٹارنی جنرل کا استدلال اچھی طرح قائم ہے اور اسے غالب ہونا چاہیے۔

اس دلیل کے مقصد کے لیے ہم یہ فرض کریں گے کہ مقدمے میں موجود جائیداد بھیما بائی کی غیر وتن ستری دھن جائیداد تھی اور واحد سوال یہ ہے کہ ہندو قانون وراثت کے مطابق حریف دعویداروں میں سے ان کی موت کے بعد قریب ترین وارث کون ہو گا؟ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ بھیما بائی کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ ایک کنواری تھی اور ہندو قانون کے تحت ایک کنواری کی جائیداد پہلے اس کے جنسی بھائیوں کے پاس جاتی ہے، ان میں سے خود بخود ماں اور پھر والد کے پاس ہوتی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔ یہ بودھیانا([1]) کے متن کے مطابق ہے جسے تمام مبصرین نے قبول کیا ہے۔ ویرامترودیا اس میں مزید اضافہ کرتا ہے کہ "ماں اور باپ کی ناکامی پر یہ ان کے قریبی رشتہ داروں کو جاتا ہے" ([1])۔ بہت سے معاملات میں یہ مانا گیا ہے کہ "والدین کے قریبی رشتے دار" کے بیان محاورہ کا مطلب ہے باپ کے سپنڈوں اور خود بخود ان کے ماں کے سپنڈوں سے مراد ہے ([2])۔ ہمارے سامنے کیس میں، مدعی اور مدعاعلیہ نمبر 4 دونوں فرنگوجی راؤ کے سپنڈا ہیں، مدعی فرنگوجی راؤ کی بہن کے بیٹے ہیں، جبکہ مؤخر الذکر اس کے چچا کا بیٹا ہے۔ یہ متنازعہ نہیں ہے ہندو قانون وراثت (ترمیم) ایکٹ، (ایکٹ II، سال 1929) کے ذریعے متعارف کرائی گئی تبدیلیوں کے علاوہ، جانشینی کے متکشارا قانون کے تحت وارثوں کے سلسلے میں چچا کے بیٹے کا مقام بہن کے بیٹے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے، اور ریاست بمبئی میں رائج میوکھا قانون اس سلسلے میں کوئی فرق نہیں ڈالتا ہے۔ متکشرا قانون کے تحت، چچا دادا کے فوراً بعد آتا ہے اور اس کا بیٹا فوراً بعد آتا ہے۔ تاہم، ایکٹ II، سال 1929 کے ذریعے، دادا اور چچا کے درمیان چار دیگر تعلقات متعارف کرائے گئے ہیں اور وہ بیٹے کی بیٹی، بیٹی کی بیٹی، بہن اور بہن کا بیٹا ہیں، اور اس طرح چچا اور اس کے بیٹے ہندو قانون وراثت ایکٹ، سال 1929 کے ذریعے ان چار رشتوں میں ملتوی کر دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس ایکٹ کی تمام کی توضیعات کو کسی ہندو خاتون کی اس کی مستحکم جائیداد کے حوالے سے وارثوں کا تعین کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ ایکٹ کا مقصد اس ترتیب کو تبدیل کرنا ہے جس میں ایک ہندو مرد کے کچھ وارث اس کی جائیداد کے وارث ہونے کے حقدار ہیں اور دفعہ 1 (2) میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ "یہ ایکٹ صرف ان افراد پر لاگو ہوتا ہے جو اس ایکٹ کی منظوری کے لیے یہاں نافذ کردہ توضیعات کے حوالے سے متکشرا کے قانون کے تابع ہوتے، اور یہ ایسے افراد پر صرف ان مردوں کی جائیداد کے حوالے سے لاگو ہوتا ہے جو مشترکہ طور پر نہیں رکھے گئے اور وصیت کے ذریعے ٹھکانے نہیں لگائے گئے۔" اس طرح ایکٹ کا دائرہ کار محدود ہے۔ یہ صرف ایک ہندو مرد کی علیحدہ جائیداد کی جانشینی کو اختیار کرتا ہے جو بے روزگاری سے مر جاتا ہے۔ یہ کسی ہندو مرد کی ملکیت والی کسی بھی دوسری قسم کی جائیداد کی منتقلی کے حوالے سے قانون کو تبدیل نہیں کرتا ہے اور ہندو عورت کی جائیداد کی جانشینی کو بالکل بھی منظم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے۔ یہ بات قابل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ذکر ہے کہ یہ ایکٹ ان چاروں رشتوں کو تمام حالات میں اور تمام مقاصد کے لیے بیتا کشرا قانون کے تحت قانونی وارث نہیں بناتا؛ یہ انہیں صرف اس صورت میں وارث بناتا ہے جب تجویز کنندہ مرد ہو اور جس جائیداد کے سلسلے میں اس کا اطلاق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ اس کی الگ ملکیت ہو۔ آیا مرد اور عورت کے درمیان یہ فرق بالکل معقول ہے، یہ ایک اور معاملہ ہے، لیکن ایکٹ کی زبان اس فرق کو واضح طور پر بیان کرتی ہے اور جب تک کہ زبان واضح اور غیر واضح ہے، کوئی اور غور بالکل بھی متعلقہ نہیں ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو مدراس، پٹنہ اور ناگپور ہائی عدالت عالیان ([1]) کے متعدد مقدمات میں لیا گیا ہے، اور ہماری رائے میں بالکل درست ہے۔ ہم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ بمبئی، لاہور اور الہ آباد ہائی عدالت عالیان ([2]) کے بعض فیصلوں میں اس کے برعکس رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔ زیادہ تر فیصلوں میں جو استدلال اپنایا جاتا ہے جہاں اس کے برعکس نظریہ لیا جاتا ہے اس طرح مسٹر جسٹس سومجی ([3]) کی زبان میں بیان کیا جاسکتا ہے:---

> "اس قانون کا اطلاق ہندو لڑکی کے ستری دھن کے جانشینی کا تعین کرنے کے لیے نہیں کیا گیا ہے بلکہ درخواست گزار کے ذریعے ملا کے ہندو قانون کے صفحہ 139 پر مذکور ہندو لڑکی کے ستری دھن کے چوتھے درجے کے وارثوں کا پتہ لگانے کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی موت کے وقت باپ کے وارثوں کا تعین ہندو قانون کے مطابق کیا جانا چاہیے جیسا کہ بائی چمپو بائی کی موت کے وقت موجود تھا۔ اس طرح یہ ایکٹ اس ترتیب کا تعین کرنے کے لیے عمل میں آتا ہے جس میں اس کے والد کے وارث اس کی جائیداد کے وارث ہونے کے حقدار ہوں گے، کیونکہ 3 اگست 1937 کو اس کی موت کی صورت میں باپ کے وارث جو اس کے جانشین ہونے کے حقدار ہوں گے، جنسی بھائی، ماں اور والد کی عدم موجودگی میں بائی چمپو بائی کے وارث ہوں گے۔
> "

یہ سچ ہے کہ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ بیٹی کی موت کی تاریخ پر باپ کے وارث کون ہیں، لیکن تفتیش کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ بیٹی کی جائیداد کا جانشین کون ہے۔ یہ تحقیقات کا موضوع

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہونے کی وجہ سے، ایکٹ II، سال 1929 کے عمل کو اس کی واضح شرائط سے خارج کر دیا گیا ہے اور اس مقصد کے لیے ایکٹ کو غیر موجود سمجھا جانا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں، قانون کے ذریعے متعارف کرائے گئے قانونی وارثوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ہندو قانون وراثت کی عمومی توضیعات کے حوالے سے ستری دھن وارثوں کا پتہ لگایا جانا چاہیے۔ ان معاملات میں اپنائے گئے نقطہ نظر میں غلط فہمی یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وراثت ایکٹ، سال 1929 کو تمام معاملات میں اور تمام مقاصد کے لیے جانشینی کے متکشرا قانون میں ترمیم یا تبدیلی کے طور پر دیکھتے ہیں، جبکہ جب کسی مرد کی علیحدہ جائیداد کی جانشینی تحقیقات کا موضوع نہیں ہے تو اس ایکٹ کا کوئی عمل نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری رائے میں مدعی بھیما بائی کے قریب ترین وارث نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ جائیداد غیر ووتن تھی اور بالکل اس کی تھی۔ اس طرح اپیل مسترد ہو جائے گی۔ ہم اس اپیل میں اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیتے سوائے اس کے کہ مدعا علیہ نمبر 1، وارڈس کی عدالت، اپنی اخراجات وکیل اور مؤکل کے درمیان جاگیر سے حاصل کرے گا۔ زیریں عدالتوں کی جانب سے کیے گئے اخراجات کا حکم برقرار رہے گا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: ایم ایس کے شاستری۔

مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے ایجنٹ: پی اے مہتا۔

مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے ایجنٹ: کے جے کالے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document